قرآنِ مجید مثالوں سے آسان اور واضح کیا گیا ہے

کتاب کا بنیادی مقصد علم کو محفوظ کرنا اور زمان و مکان کے لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اور کتاب میں محفوظ کیا گیا علم اگر زمان و مکان میں مقیم تمام انسانوں کیلئے ہو تو بنیادی اہمیت کی حامل یہ بات ہے کہ وہ کتاب آسان فہم ہو کیونکہ انسانوں کے فہم و ادراک کی سطح مساوی نہیں ہوتی۔ علم کو آسان فہم بنانے کا ایک طریقہ بات کو مثال سے واضح کرنا ہے۔ مثال دینے کا مقصود بات کو واضح کرنا ہے جس کیلئے مثل کے چھوٹے بڑے ہونے کی اہمیت نہیں بلکہ مثال کا موزوں اور نفیس ہونا اہم بات ہے۔ قرآنِ مجید نے اس نکتے کو یوں واضح فرمایا ہے:

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَسْتَحْيِۦٓ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ

''بیشک اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا کہ مادہ مچھر یا اس سے بھی چھوٹی مادہ کی مثال دے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۶)

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ بات کو سمجھانے اور تمہارے ادراک کی آسانی کیلئے قرآنِ مجید کو چھوٹی بڑی مثالوں سے مزین کیا گیا ہے

مثال کے معنی انداز، اسلوب، شکل و صورت، وہ نمونہ ہیں جس کے مطابق کوئی چیز بنائی جائے۔ مثال محسوس حوالے سے ہوتی ہے اور باتوں، اشیاء، رویئے اور روش کو نمایاں طور پر ظاہر اور واضح کر دیتی ہے

وَيَضْرِبُ ٱللَّهُ ٱلْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

''اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ (بات کو) محفوظ رکھیں (نصیحت لیں)'' (حوالہ سورۃ ابراہیمؑ۔۲۵)

انسان کی یاداشت (Memory) میں بہتر انداز میں وہ بات محفوظ رہتی ہے جسے تقابلی جائزے کے بعد محفوظ کیا گیا ہو۔

''يَتَذَكَّرُونَ'' جمع مذکر غائب مضارع کا صیغہ ہے اور اس کا مادہ ''ذ ک ر'' ہے جس کے معنی کسی چیز کو محفوظ کر لینا، بات کو دل میں حاضر کر لینا ہیں۔ اور کسی بھی بات سے نصیحت انسان جبھی لے گا اگر وہ اس کی یاداشتوں میں محفوظ ہو جائے۔ اہمیت اس نکتے کی ہے کہ بات کو اس قدر واضح کر دیا جائے کہ انسان کو سمجھنے اور یاداشت میں دیرپا انداز میں محفوظ رکھنے میں آسانی ہو تاکہ باعث نصیحت اور رہنمائی بنے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مادہ مچھر یا اس سے بھی کسی چھوٹی مادہ کی مثال دینے میں اسے کوئی باک نہیں۔

آیت مبارکہ میں بَعُوضَةً کے معنی عام طور پر مچھر کئے جاتے ہیں۔ لیکن صحیح معنی ''مادہ مچھر'' ہیں کیونکہ

۱۔ لَا يَسْتَحْيِۦٓ واحد مذکر غائب مضارع کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی ہیں ''وہ نہیں شرماتا۔ وہ نہیں جھجکتا۔ اسے باک نہیں''۔ اور عام فہم بات ہے کہ محفل میں بات کرتے ہوئے مثال دینے میں شرماہٹ کا پہلو اور جھجکنے کا سبب جبھی ہوتا ہے اگر مونث کی مثال دی جائے۔

۲۔ بَعُوضَةً کی ''ۃ'' (حرف ت مربوطہ) اور فَوْقَهَا میں ضمیر 'ھا' مونث کی نشاندہی کرتی ہیں۔

قرآنِ مجید کے چودہ سو سال قبل نزول مبارک کے زمانہ میں انسان مچھر کی جنس میں امتیاز نہیں کر سکتا تھا اس لئے نر اور مادہ کی عادات اور دلچسپیوں کے متعلق کم ہی جانتا ہوگا۔ لیکن قرآنِ مجید نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شئے کو زوج میں تخلیق کیا ہے

وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ ٱلذَّكَرُ كَٱلْأُنثَىٰ

''اور اللہ جانتا تھا جو اس نے جنا تھا۔ اور مذکر مؤنث جیسا نہیں ہوتا'' (حوالہ آلِ عمران۔۳۶)

وَٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْأَزْوَٰجَ كُلَّهَا

''اور وہ جس نے سب چیزوں کے جوڑے بنائے'' (حوالہ الزخرف۔۱۲)

وَمِن كُلِّ شَىْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾

''اور ہم نے ہر شئے کو جوڑے میں تخلیق کیا تاکہ تم ''محفوظ کر سکو'' (نصیحت حاصل کرو)'' (سورۃ الذاریات۔۴۹)

قریب زمانے تک اکثر انسان (بشمول مترجمین، مفسرین) نر اور مادہ مچھر کو ایک ہی طرح کا سمجھتے تھے۔ ملیریا کی بیماری پر تحقیق کے دوران یہ بات سامنے آئی تھی کہ اس بیماری کو انسان میں پہنچانے کا سبب مادہ مچھر بنتی ہے۔ اور یہ بات اہل علم کو سن ۱۹۰۲ سے حتمی انداز میں معلوم ہے جب ہندوستان میں پیدا ہونے والے ایک برطانوی شہری **Ross, Sir Ronald** کو ملیریا پر تحقیق کرنے کے نتیجے میں نوبل پرائز دیا گیا تھا۔ خون مچھر کی غذا نہیں۔ نر اور مادہ دونوں کی غذا پھولوں کا رس **(Nectar)** ہے۔ مادہ مچھر کیلئے خون میں دلچسپی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب فضا میں اُڑتے ہوئے نر کے ساتھ جنسی ملاپ کرنے کے بعد آفزائش نسل کا وقت آتا ہے۔

شرماہٹ، رکاوٹ، باک کے استعمال کو مدنظر رکھتے ہوئے فَوْقَهَا کے معنی مادہ مچھر سے کمتر، چھوٹی مادہ، شئے ہی بنتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں مادہ مچھر سے چھوٹی مادہ چیونٹی اور دیمک کا ذکر ہے

قَالَتْ نَمْلَةٌ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّمْلُ ٱدْخُلُوا۟ مَسَـٰكِنَكُمْ

''ایک مادہ چیونٹی نے کہا ''اے چیونٹیوں! اپنے بلوں میں گھس جاؤ'' (حوالہ النمل۔۱۸)

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا

''اس مادہ چیونٹی کی اس بات پر وہ خوشی سے مسکرائے'' (حوالہ النمل۔۱۹)

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ ٱلْمَوْتَ

''پھر جب ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی موت کا فیصلہ کر دیا

مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِۦٓ

تو ان جنات کو ان کے وفات پا جانے کی جانب کسی نے متوجہ نہیں کیا

إِلَّا دَآبَّةُ ٱلْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُۥ ۖ

سوائے زمین کی ایک مادہ جاندار نے جو ان کی چھڑی کو کھاتی تھی'' (حوالہ سباء-۱۴)

تَأْكُلُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے یعنی'' وہ کھاتی ہے، وہ کھائے گی''۔ دیمک لکڑی کو کھاتی ہے اور زمین میں ہوتی ہے۔ فَلَمَّا خَرَّ '' (نچلی جانب سے چھڑی کے کھوکھلے، کمزور ہونے کے) اس سبب سے پھر جب وہ گر گئے''۔ سلیمان علیہ السلام چھڑی کے سہارے کھڑے کھڑے جب وفات پا گئے تو جسم مبارک کو چھڑی کی ٹیک حاصل رہی لیکن زمین کی ایک مادہ دیمک نے چھڑی کو بنیاد سے کھا کر اسے کمزور کر دیا تو چھڑی مزید سہارا نہ سکی اور جسم مبارک زمین پر گر پڑا۔ تَأْكُلُ '' وہ کھاتی تھی'' کے بعد فَلَمَّا خَرَّ میں حرف ''ف'' سے واضح ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے کھڑے کھڑے وفات پانے اور جسد مبارک کے گرنے میں بس اتنا ہی وقت لگا جتنی دیر میں دیمک نے چھڑی کے نچلے حصے کو کمزور کیا۔ ٹیک میں معمولی سی کمزوری بھی جسد کو گرانے کا سبب بن جائے گی جو چند گھنٹوں کو ظاہر کرتا ہے دنوں کو نہیں

تَبَيَّنَتِ ٱلْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ٱلْغَيْبَ مَا لَبِثُوا۟ فِى ٱلْعَذَابِ ٱلْمُهِينِ ۝

(پھر جب وہ گر گئے)'' تو اس مادہ دیمک نے جان لیا کہ اگر جنات غیب کی باتوں کو جاننے والے ہوتے

تو ذلت آمیز (غلامی کے) عذاب میں انہیں نہ رہنا پڑتا'' (حوالہ سباء-۱۴)

تَبَيَّنَتِ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے اور معنی ہیں ''اس (عورت، مؤنث) نے جانا، اس نے معلوم کیا''۔ ایک مادہ دیمک کو تو یہ بات سمجھ آ گئی تھی کہ جنات کو غیب کا علم نہیں ہوتا لیکن ہمارے معاشرے کی ہر گلی میں آج بھی ''عملیات'' کے ''ماہرین'' کے پاس لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے جو کل میں پنہاں کو جاننے کیلئے جنات سے مدد لینے کے دعویدار ہیں۔ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر جنات کو غیب کے بارے میں کچھ معلوم ہوتا تو آسمان دنیا میں رجم ہونے کا خطرہ مول لے کر باتوں کی سُن گُن لینے کی کوشش کیوں کرتے۔

انسان زمان کے کسی بھی دور میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ کائنات اور خود اس کے نفس کے متعلق تمام معلومات اس کے حیطہ ادراک میں ہیں۔ اس لئے قرآنِ مجید کو اس کے اپنے الفاظ کے معنی و مفہوم میں بیان کر دینا چاہئے اور تخیل کی پرواز سے کچھ باتیں (تفسیر کے نام پر) لکھنے اور پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ قرآنِ مجید میں دی گئی مثال کے متعلق ایمان والوں کی روش کے متعلق بتایا:

فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ (حوالہ البقرۃ-۲۶)

''اس لئے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں (اس بناء پر) انہیں معلوم ہے کہ وہی ان کے رب کی جانب سے بیانِ حقیقت ہے''

مثال کے معنی انداز، اسلوب، شکل وصورت، وہ نمونہ ہیں جس کے مطابق کوئی چیز بنائی جائے۔ مثال ظاہری مماثلت اور محسوس حوالے سے ہوتی ہے۔

كَذَٰلِكَ قَالَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِم مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡۘ

''ان جیسی بات ان سے پہلے والے لوگ بھی کرتے رہے ہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۱۱۸)

بَلۡ قَالُواْ مِثۡلَ مَا قَالَ ٱلۡأَوَّلُونَ ﴿٨١﴾

''بلکہ انہوں نے ویسی ہی بات کہہ دی جیسی اگلے لوگوں نے کہی تھی'' (المومنون۔۸۱)

قول کو مثل قول کہا گیا۔ اور يَضۡرِبُ کے معنی مثال دینا، مثال کے ذریعے بات کو واضح کرنا ہیں۔ سورۃ الرعد کی آیت ۱۷ میں پانی اور زیورات وغیرہ بنانے کیلئے دھاتوں کو پگھلانے پر بننے والے جھاگ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا

كَذَٰلِكَ يَضۡرِبُ ٱللَّهُ ٱلۡحَقَّ وَٱلۡبَٰطِلَۚ ''اللہ اس طرح الحق اور باطل کی مثال دیتا ہے''۔

وَيَضۡرِبُ ٱللَّهُ ٱلۡأَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُونَ ٥

''اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ (بات کو) محفوظ رکھیں (نصیحت لیں)'' (حوالہ سورۃ ابراہیمؑ۔۲۵)۔

مثال کو سمجھنے کیلئے عقل کا استعمال اشیاء کا علم حاصل کرنے کے بعد کا مرحلہ ہے۔ تعقل کیلئے بنیادی ضرورت علم، معلومات ہیں۔

وَتِلۡكَ ٱلۡأَمۡثَٰلُ نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِۖ وَمَا يَعۡقِلُهَآ إِلَّا ٱلۡعَٰلِمُونَ ﴿٤٣﴾ (العنکبوت۔۴۳)

''اور یہ ہیں مثالیں جنہیں ہم لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں مگر ان پر تعقل نہیں کر سکتے سوائے ان کے جو معلومات رکھنے والے ہیں''

مثالیں دے کر لوگوں کیلئے بات کو واضح کرنے اور ان کی یاداشتوں میں بات کو دیرپا محفوظ کرنے کے متعلق بتایا:

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانِ مِن كُلِّ مَثَلٖ (حوالہ الاسراء۔۸۹)

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِي هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٖۚ (حوالہ الکہف۔۵۴)

''اور ہم نے اس قرآن (مجید) میں لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثالیں طرح طرح سے بیان کردی ہیں''

وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانِ مِن كُلِّ مَثَلٖۚ

''اور ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن (مجید) میں ہر قسم کی مثالیں بیان کردی ہیں'' (حوالہ الروم۔۵۸)

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِى هَـٰذَا ٱلْقُرْءَانِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾

''اور ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن (مجید) میں ہر قسم کی مثالیں بیان کردی ہیں تا کہ وہ انہیں یاد رکھیں'' (سورۃ الزمر۔۲۷)۔

وَتِلْكَ ٱلْأَمْثَـٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝

''اور یہ مثالیں ہم لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ تفکر کریں'' (حوالہ الحشر۔۲۱)

عقل وفہم کی معمولی سطح والے انسان کو بھی یہ سمجھ اور ادراک ہے کہ مثال سے بات واضح ہو جاتی ہے اور تقابلی جائزے کی بناء پر طویل عرصے تک اس بات کو یاد رکھنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ مجید کو طرح طرح کی مثالوں سے مزین فرمایا تا کہ لوگوں کو بات کھل کر سمجھ آ جائے لیکن ایسے لوگوں کو بات کا مثال سے واضح اور عیاں کیا جانا پسند نہیں آتا جو اس بات کو تسلیم کرنے کیلئے ابتدا ہی سے رضامند نہیں۔ منکرین اور منافقین کی نفسیات ہے کہ مثال سے بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ دونوں کے مابین مماثلت کے حوالے سے سوال اٹھاتے ہیں بلکہ دونوں سے صرف نظر کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ

وَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَيَقُولُونَ مَاذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِهَـٰذَا مَثَلًا

''اور جو انکار کرنے والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ایسی مثال دینے میں ارادہ کیا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۶)

منکرین کے علاوہ منافقین کی روش بھی یہی ہے۔ فرمایا

وَلِيَقُولَ ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلْكَـٰفِرُونَ مَاذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِهَـٰذَا مَثَلًا

''اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو کافر ہیں کہہ دیں ''اس مثال سے اللہ کیا چاہتا ہے؟'' (حوالہ المدثر۔۳۱)

مثال سے بات کے واضح اور عیاں ہو جانے کے باوجود اس کی اثر پذیری کا انحصار انسان کی اپنی روش پر ہے:

يُضِلُّ بِهِۦ كَثِيرًا وَيَهْدِى بِهِۦ كَثِيرًا

''وہ اسی مثال سے بہتوں کو گمراہ رہنے دیتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخش دیتا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۶)۔

كَذَٰلِكَ يُضِلُّ ٱللَّهُ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِى مَن يَشَآءُ

''اس طرح اللہ اسے گمراہ رہنے دیتا ہے جو یہی چاہتا ہے اور اسے ہدایت بخشتا ہے جو اس کا خواہشمند ہے'' (حوالہ المدثر۔۳۱)

خبردار! معاذ اللہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کر کے کسی کو گمراہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے

يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا۟ ''اللہ لوگوں کو بھٹکنے سے بچانے کیلئے باتوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے''۔

دانستہ غفلت اور گمراہی اختیار کرنا انسان کے اپنے فیصلے اور ارادے کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا

وَمَا يُضِلُّ بِهِۦٓ إِلَّا ٱلْفَـٰسِقِينَ ۝

''اور اللہ تعالیٰ اس مثال سے گمراہ نہیں رہنے دیتا سوائے انہیں جو فاسقین ہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۲۶)

گمراہ کو ہدایت نہ دینے کا مفہوم یہی ہے کہ اسے گمراہ ہی رہنے دیا جائے۔ دانستہ گمراہی اختیار کرنے والے کو فاسق کہتے ہیں

وَٱللَّـهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَـٰسِقِينَ

''اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا'' (حوالہ المائدہ۔۱۰۸، التوبہ ۲۴، ۸۰، الصف ۱۰۵)

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَـٰسِقِينَ ۝

''بیشک اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا'' (حوالہ المنافقون۔۶)

فاسقین میں کون کون شامل ہیں؟

إِنَّ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ هُمُ ٱلْفَـٰسِقُونَ ۝

''یقیناً منافقین فاسق ہیں'' (حوالہ التوبہ۔۶۷)

اللہ تعالیٰ ان کو گمراہ ہی رہنے دیتا ہے۔ لیکن کیوں؟

أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَـٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ

''یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے گمراہی کو رہنمائی کے عوض خریدا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۶)

اور بعض لوگوں کے متعلق یہ تلخ حقیقت بھی بتائی ہے:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْكِتَـٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا

''بے شک جو لوگ اسے چھپاتے ہیں جو اللہ نے کتاب میں سے نازل کیا ہے

اور اس کے عوض تھوڑا سا نفع (دنیاوی مفاد، نام، شہرت) حاصل کرتے ہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۱۷۴)

یہ وہ لوگ ہیں جو کتاب کی باتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں لیکن لوگوں سے دانستہ چھپاتے ہیں۔ یہ جرم معاشرے کے عام لوگوں سے سرزد نہیں ہو سکتا، اس کے مرتکب تو وہی افراد ہو سکتے ہیں جنہیں معاشرے میں ''اہل علم وفکر، اہل الرائے'' تصور کیا جاتا ہے اور ان کا حلقہ اثر ہے۔ ان لوگوں کے متعلق بھی یہی فیصلہ سنایا۔

أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَـٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ

''یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے گمراہی کو رہنمائی کے عوض خریدا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۷۵)

قرآنِ مجید بنی نوع انسان کیلئے ہے اور عرب وعجم تمام کے سمجھنے کیلئے آسان بنایا گیا ہے۔قرآنِ مجید سادہ اور آسان فہم انداز میں ایسے لوگوں کو سب کچھ بتا دیتا ہے جن کے دلوں میں ٹیڑھ نہیں، جن کے قلب میلی خواہشوں کی طرف جھکے ہوئے نہیں، جو علم کے متلاشی اور منزل پہ پہنچانے والے راستے کی جستجو میں ہیں اور جو گم کردہ راہ اور منزل اوجھل کر دینے والے ٹیڑھے میڑھے راستوں سے بچنا چاہتے ہیں۔قرآنِ مجید کی تو پکار ہی یہ ہے ''ہے کوئی نصیحت لینے والا''۔

نصیحت اور غور وفکر کیلئے مثالوں سے بات کو واضح کرنے پر لوگوں کے رویئے کے متعلق بتایا

فَأَبَىٰٓ أَكۡثَرُ ٱلنَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝

''لیکن اس کے باوجود اکثر لوگ بے رخی سے انکار کرتے ہیں'' (الاسراء۔۸۹)

وَكَانَ ٱلۡإِنسَٰنُ أَكۡثَرَ شَيۡءٖ جَدَلٗا ۝

'' مگر انسان اکثر باتوں میں جھگڑالو ہے'' (الکہف۔۵۴)۔

اللہ رب العزت نے مثالوں کے ذریعے باتیں واضح کر کے ان تمام قوموں کو بھی سمجھائی تھیں جنہیں نافرمانی کے سبب بالآخر نیست ونابود کر دیا گیا۔فرمایا

وَكُلّٗا ضَرَبۡنَا لَهُ ٱلۡأَمۡثَٰلَۖ وَكُلّٗا تَبَّرۡنَا تَتۡبِيرٗا ٣٩

''اور ہم نے سب کو مثالیں دیں۔اور سب کو نابود کر دیا'' (الفرقان۔۳۹)۔